فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: دودھ پیتے بچے کا ستر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا، وَبُرْهَانًا، وَنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ، وَلَا بُرْهَانٌ، وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ، وَفِرْعَوْنَ، وَهَامَانَ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ .

''جس نے پانچ نمازوں پر محافظت کی، تو روز قیامت یہ نمازیں اس کے لیے نور، برہان اور نجات بن جائیں گی، جس نے ان پر محافظت نہ کی، تو اس کے نور، برہان اور نجات میں سے کچھ نہ ہوگا اور وہ روز قیامت قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد : 6576)

جواب: اس حدیث کی سند حسن ہے۔ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۴۶۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(التّرغيب والتّرهيب :217/1)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَنَدُهٗ جَيِّدٌ .

''اس کی سند جید ہے۔''

(تنقيح التّحقيق :300/1)

سوال: آلات موسیقی کو توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو آلات موسیقی کسی دوسرے کی ملکیت ہیں، انہیں توڑنا حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے، یہ عوام کا کام نہیں، ورنہ فتنہ وفساد برپا ہوگا۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُجْرَحُ فِي جَسَدِهٖ جَرَاحَةً فَيَتَصَدَّقُ بِهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَ مَا تَصَدَّقَ بِهٖ .

''جس شخص کے جسم میں کوئی زخم کر دیا گیا اور اس نے (اپنا قصاص) معاف کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی معافی کے بقدر اس کے گناہ معاف کر دے گا۔''

(مسند الإمام أحمد :22701، 22794، السّنن الكبرىٰ للنّسائي :11081)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عامر شعبی کا سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

سوال: سیاہ خضاب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): سیاہ خضاب لگانا مباح ہے، حرمت کا قول درست نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَقَدْ سَوَّدَ شَيْبَهُ، فَهُوَ مِثْلُ جَنَاحِ الْغُرَابِ، فَقَالَ :مَا هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُحِبُّ أَنْ تَرَى فِيَّ بَقِيَّةً، فَلَمْ يَنْهَهُ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ ذَلِكَ، وَلَمْ يَعِبْهُ عَلَيْهِ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے سیاہ خضاب لگا رکھا ہے، جیسا کہ کوئے کے پر، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، ابوعبداللہ! یہ کیا؟ تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المومنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جوان دیکھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے انہیں منع کیا، نہ معیوب جانا۔''

(المُستدرك للحاكم : 454/3، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): مندرجہ ذیل حدیث کا مفہوم واضح کریں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ، كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ .

''آخری زمانے میں ایک قوم ایسی ہو گی جو کبوتر کے پوٹے کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی۔ یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔''

(سنن أبي داوٗد : 4213، سنن النّسائي : 138/8، ح : 5078، مسند الإمام أحمد :

273/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 413/12، التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 909، المُختارة للضّياء : 233/10، ح : 244، شرح السّنّة للبَغوي : 3180، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

''یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

(سير أعلام النُّبلاء : 339/4)

حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(تخريج إحياء علوم الدين :143/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 499/6)

مسند اسحاق بن راہویہ (النُّكت الظِّراف على الأطراف لابن حَجَر : 424/4]) میں یہ الفاظ ہیں:

يَخْضِبُونَ لِحَاهُمْ بِالسَّوَادِ .

''وہ اپنی ڈاڑھیوں کو سیاہ خضاب لگائیں گے۔''

جواب: بعض احباب اس حدیث سے سیاہ خضاب کی ممانعت وحرمت پر دلیل لیتے ہیں، لیکن ان کا یہ استدلال کمزور ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلافِ امت اور محدثین کرام میں سے کوئی بھی سیاہ خضاب کی ممانعت وحرمت کا قائل نہیں۔ دوسری یہ کہ اہل علم نے اس حدیث کا یہ معنی ومفہوم بیان نہیں کیا، بلکہ بعض اہل علم نے اس سے سیاہ خضاب کی حرمت و کراہت کے استدلال کا ردّ کیا ہے۔ اہل علم کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

① مشہور محدث، امام ابوبکر ابن ابو عاصم رحمہ اللہ (287ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلٰى كَرَاهَةِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ، فِيهِ الْإِخْبَارُ عَنْ قَوْمٍ هٰذَا صِفَتُهُمْ.

''اس حدیث میں سیاہ خضاب کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔اس میں تو ایک قوم کے بارے میں خبر دی گئی ہے،جن کی نشانی یہ ہوگی۔''

(فتح الباري لابن حَجَر : 354/10)

② امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (321ھ) لکھتے ہیں:

عَقَلْنَا بِذٰلِكَ أَنَّ الْكَرَاهَةَ إِنَّمَا كَانَتْ لِذٰلِكَ، لِأَنَّهُ أَفْعَالُ قَوْمٍ مَّذْمُومِينَ، لَا لِأَنَّهُ فِي نَفْسِهٖ مَذْمُومٌ، وَقَدْ خَضَبَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّوَادِ، مِنْهُمْ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ.

''اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ کراہت اس لیے ہے کہ حدیث میں سیاہ خضاب قابل مذمت لوگوں کا فعل ہے۔اس لیے نہیں کہ سیاہ خضاب لگانا فی نفسہٖ مذموم ہے۔''

(شرح مشكل الآثار : 313/9، ح : 3699)

③ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ) فرماتے ہیں:

''آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے سیاہ خضاب استعمال کیا ہے۔ان میں سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما، سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ بہت سے تابعین کرام بھی ایسا کرتے تھے۔بعض لوگوں نے اسے اس لیے مکروہ سمجھا ہے کہ اس میں ایک قسم کا دھوکا ہے۔رہی یہ بات کہ سیاہ خضاب کے ذریعے دھوکے کا ارادہ نہ بھی ہو تو اس کا استعمال

حرمت کے درجے تک پہنچ جائے اور اس کے استعمال کنندہ پر جنت کی خوشبو سے بھی محرومی کی وعید صادق آ جائے، تو یہ بات آج تک کسی اہل علم نے نہیں کہی۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس معنیٰ کا احتمال ہے کہ وہ اپنے کسی غلط عقیدے یا عمل کی بنا پر جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گے، سیاہ خضاب کی بنا پر نہیں۔ یہ خضاب تو ان کی ایک نشانی ہے جو رسولِ اکرم ﷺ نے ان کی پہچان کے لیے بتلائی ہے، جس طرح خارجیوں کے بارے میں آپ ﷺ فرمایا کہ ان کی نشانی سر کے بالوں کو منڈانا ہے۔ اس کے باوجود سر کے بالوں کو منڈانا حرام نہیں۔''

(المَوضوعات : 55/3)

ثابت ہوا کہ مذکورہ حدیث میں موجود وعید سیاہ خضاب کی وجہ سے نہیں۔

④ شارحِ ترمذی، علامہ محمد عبدالرحمٰن، مبارک پوری رحمہ اللہ (1353ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاِسْتِدْلَالُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَلٰى كَرَاهَةِ الْخَضْبِ بِالسَّوَادِ لَيْسَ بِصَحِيحٍ .

''اس حدیث سے سیاہ خضاب کے مکروہ ہونے کی دلیل لینا صحیح نہیں۔''

(تُحفة الأحوَذي : 55/3)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قِيلَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ جُلَسَائِنَا خَيْرٌ؟ قَالَ : مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللّٰهَ رُؤْيَتُهٗ، وَزَادَ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهٗ، وَذَكَّرَكُمْ بِالْآخِرَةِ عَمَلُهٗ .

''پوچھا گیا: اللہ کے رسول! بہترین دوست کون ہے؟ فرمایا: جسے دیکھ کر اللہ یاد آئے، جس کی گفتگو سے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل سے آخرت یاد آئے۔''

(مسند أبي يعلى : 2437)

(جواب): روایت غیر محفوظ ہے۔ مبارک بن حسان پر کلام ہے، نیز اس کی بعض روایات غیر محفوظ ہیں۔ اس روایت کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 29/8)

(سوال): مونچھوں کے بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

(جواب): ''شارب'' سے مراد مونچھوں کے وہ بال ہیں، جو اوپر والے ہونٹ سے نیچے آ جائیں اور عموما کھانے پینے والی چیز سے مَس ہوں۔ چالیس دن سے پہلے پہلے مونچھیں کاٹنا ضروری ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ مونچھیں بڑھانا ممنوع ہے۔ خلاف فطرت عمل ہے۔ کفار سے مشابہت ہے۔ مونچھیں کاٹنے کا حکم ہے۔ بڑی بڑی مونچھیں رکھنا اسلامی تہذیب کے منافی ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ کتنے لوگ بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں، ہر وقت انہیں تاؤ دیتے رہتے ہیں، حتی کہ انہیں اس حالت میں موت آ جاتی ہے، ان کے مرنے کے بعد ان کی مونچھیں کاٹی جاتی ہیں۔ کاش مسلمان اپنا ظاہر شریعت کے مطابق کر لیں۔ ہر وقت اپنے آپ کو موت کے لیے تیار رکھیں۔

مونچھیں کاٹنا فطرت ہے:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ .

''پانچ چیزیں فطرت ہیں؛ ختنہ کروانا، لوہے کا استعمال (زیر ناف بالوں کی

صفائی کے لئے)، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں پست کرنا۔''

(صحیح البخاري : ٥٨٨٩، صحیح مسلم : ٢٥٧)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ؛ قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ . قَالَ زَكَرِيَّا : قَالَ مُصْعَبٌ : وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ .

''دس خصائل فطرت ہیں؛ (١) مونچھیں کاٹنا ، (٢) داڑھی بڑھانا، (٣) مسواک کرنا، (٤) وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانا، (٥) ناخن کاٹنا، (٦) انگلیوں کے جوڑ دھونا، (٧) بغلوں کے بال نوچنا، (٨) زیر ناف بال مونڈنا، (٩) استنجا کرنا۔ دسویں چیز راوی (مصعب) بھول گئے ہیں، کہتے ہیں : شاید وہ کلی ہو۔'' (صحیح مسلم : ٢٦١)

مونچھیں نہ کاٹنا غیر مسلموں کا عمل :

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّونَ عَثَانِينَهُمْ وَيُوَفِّرُونَ سِبَالَهُمْ، قَالَ : فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قُصُّوا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوا عَثَانِينَكُمْ وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ .

''ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اہل کتاب داڑھی منڈواتے اور مونچھیں

بڑھاتے ہیں، فرمایا: آپ مونچھیں کٹوا کر اور داڑھی بڑھا کر یہود ونصاریٰ کی مخالفت کریں۔''

(مسند أحمد: ٥/٢٦٤ـ٢٦٥، المُعجم الكبير للطّبراني: ٨/٢٣٧، وسندہٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔(فتح الباري: ١٠/٣٥٤)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُمْ يُوفُونَ سِبَالَهُمْ وَيَحْلِقُونَ لِحَاهُمْ، فَخَالِفُوهُمْ .

''مجوس مونچھیں بڑھاتے اور داڑھی منڈواتے ہیں، آپ ان کی مخالفت کیجئے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: ٨/٥٦٦ـ٥٦٧، المُعجم الأوسط للطّبراني: ١٠٥١، ١٦٤٥، السّنن الكبرٰى للبيهقي: ١/١٥١، شُعَب الإيمان للبيهقي: ٦٠٢٧، واللّفظ لهٗ وسندہٗ صحيحٌ)

❁ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٥٤٧٦) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلْ هُوَ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ صَدُوقٌ لَابَأْسَ بِهٖ .

''اکثر محدثین کے نزدیک ''صدوق، لا باس بہ'' ہے۔''

(ميزان الاعتدال: ٤/١٤٦)

مشرکین اور مجوس کی مخالفت کا حکم:

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحٰى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ .

''مشرکین کی مخالفت کریں، داڑھی بڑھائیں اور مونچھیں پست کریں۔''

(صحيح البخاري: ٥٨٩٢، صحيح مسلم: ٢٥٩)

❁ ایک روایت میں ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَوْفُوا اللِّحٰى .

''مشرکین کی مخالفت کریں، مونچھیں پست کریں اور داڑھی بڑھائیں۔''

(صحيح مسلم : ٢٥٩)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوسَ .

''مونچھیں کاٹ کر اور داڑھی بڑھا کر مجوس کی مخالفت کریں۔''

(صحيح مسلم : ٢٦٠)

مونچھیں کاٹنا ضروری ہے:

❁ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا .

''جو (زائد) مونچھیں نہ کاٹے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔''

(سنن النّسائي : 13، سنن التّرمذي :2761، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۴۷۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 337/10)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ، وَأَعْفُوا اللِّحٰى .

”مونچھیں پست کریں اور داڑھی بڑھائیں۔“

(صحيح البخاري : ٥٨٩٣، صحيح مسلم : ٢٥٩)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔“

(صحيح مسلم : ٢٥٩)

❁ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ شَارِبِي وَفٰى فَقَصَّهُ لِي عَلٰى سِوَاكٍ .

”میری مونچھیں بڑھی ہوئیں تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک رکھ کر انہیں کاٹ دیا۔“

(سنن أبي داود : 188، شمائل الترمذي : 167، وسندهٗ صحيحٌ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

❁ شرحبیل بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ خَمْسَةً مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُمُّونَ شَوَارِبَهُمْ وَيُعْفُونَ لِحَاهُمْ وَيَصُرُّونَهَا؛ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ، وَالْحَجَّاجَ بْنَ عَامِرٍ الثُّمَالِيَّ، وَالْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ الْمَازِنِيَّ، وَعُتْبَةَ بْنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ، كَانُوا يَقُمُّونَ مَعَ طَرَفِ الشَّفَةِ .

”میں نے پانچ صحابہ کو دیکھا کہ وہ مونچھیں کاٹتے تھے، داڑھی بڑھاتے اور

رنگتے تھے؛ سیدنا ابوامامہ باہلی، سیدنا حجاج بن عامر ثمالی، سیدنا مقدام بن معدی کرب، سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی، سیدنا عتبہ بن عبد سلمی۔سبھی ہونٹ کے کنارے سے مونچھیں کاٹتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : ٢٦٢/١٢ ، مسند الشّاميين للطّبراني : ٥٤٠، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ١٥١/١، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''جید'' کہا ہے۔(مَجمع الزّوائد : ١٦٧/٥)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُحْفِي شَارِبَهٗ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ الْجِلْدِ .

''آپ رضی اللہ عنہ مونچھیں تراشتے تھے، یہاں تک کہ جلد کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 231/4، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عبیداللہ بن عمر عمری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِنَافِعٍ : أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهٖ؟ قَالَ : يَأْخُذُ مِنْ هَا هُنَا، وَهَا هُنَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : يَعْنِي أَعْلَاهُ وَأَسْفَلَهٗ .

''میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مونچھے کاٹتے تھے،فرمایا :(جی ہاں) یہاں اور یہاں سے کاٹتے تھے،یعنی اوپر اور نیچے سے۔''

(الأحاد والمَثاني لابن أبي عاصم :741، وسندهٗ صحيحٌ)

مونچھیں مونڈنا یا کاٹنا:

مونچھوں کو کاٹنا چاہیے یا مونڈنا؟ اس بارے میں درست مؤقف یہی ہے کہ کاٹنے اورمونڈنے میں اختیار ہے۔اس بارے میں وارد دلائل میں یہی تطبیق ہے۔

❁ امام مالک بن انس رحمہ اللہ مونچھیں صاف کرنے کو مثلہ خیال کرتے تھے۔

(الموطأ : 922/2)

یہ امام رحمہ اللہ کا اجتہاد ہے۔

❁ عبید اللہ بن عمر قواریری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَوْمًا وَّقَدْ حَلَقَ شَارِبَهُ، فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ : رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ أَسْنَانِي كُلَّهَا وَقَعَتْ، فَأَوَّلْتُ أَنَّ أَبْنَائِي يَمُوتُونَ وَأَبْقٰى .

''ایک دن امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تشریف لائے، آپ نے اپنی مونچھیں مونڈ رکھی تھیں، مسکرائے اور کہنے لگے : میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سارے دانت گر گئے ہیں، اس کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بیٹے وفات پا جائیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا۔''

(تاريخ ابن أبي خيثمة : 933، وسندهٗ صحيحٌ)

مونچھیں کاٹنے کی مدت:

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیں لینے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال صاف کرنے کی آخری حد چالیس دن رکھی ہے کہ اس سے زیادہ

تاخیر نہ کی جائے۔‘‘(صحیح مسلم : ۲۵۸)

جمعہ کے دن مونچھیں کاٹنا:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهٗ وَيَقُصُّ شَارِبَهٗ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ .

’’آپ رضی اللہ عنہ ہر جمعہ اپنے ناخن تراشتے تھے اور مونچھے کاٹتے تھے۔‘‘

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 244/2، وسندهٗ صحيحٌ)

مونچھوں کو تاؤ دینا:

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا كَرَبَهٗ أَمْرٌ فَتَلَ شَارِبَهٗ .

’’سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب پریشان ہوتے، تو اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔‘‘

(العِلَل لأحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 73/2، طبقات ابن سعد : 248/3، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مونچھیں اس حد تک بڑھی ہوئی نہ تھیں کہ غیر مسلموں سے مشابہت لازم آئے۔ بسا اوقات چھوٹی مونچھوں کو بھی تاؤ دیا جا سکتا ہے۔ دراصل شریعت نے بے ہودہ مونچھوں سے منع کیا ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ أَجِدْ إِلَّا أُضْحِيَّةً أُنْثٰى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ : لَا،

وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''میرے پاس صرف ایک بکری ہے (جو میں نے کسی کو دودھ کے لے عاریۃً دے رکھا ہے) کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، آپ اپنے بال مونڈھ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں کاٹ لیں اور زیر ناف بال صاف کرلیں، آپ کو پوری قربانی کا ثواب مل جائے گا۔''

(مسند أحمد : ۱۶۹/۲، سنن أبي داود : ۲۷۸۹، سنن النسائي : ۴۳۶۵، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۹۱۴) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۲۳/۴) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: استرے یا بلیڈ سے مونچھیں مونڈنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ اسے مثلہ قرار دینا درست نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا .

''عورت کی دیت مرد کی دیت کی طرح ہے، یہاں تک دیت کی مقدار تہائی دیت کو پہنچ جائے۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 17756، سنن النّسائي : 4805، سنن الدّارقطني : 3128)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

سوال: مغنیہ کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مغنیہ کی کمائی حرام ہے، کیونکہ گانا آلات موسیقی سے گایا جاتا ہے، جن کا استعمال حرام ہے، لہٰذا حرام اور باطل پر وصول ہونے والی اُجرت بھی حرام ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى تَحْرِيمِ أُجْرَةِ الْمُغَنِّيَةِ لِلْغِنَاءِ وَالنَّائِحَةِ لِلنَّوْحِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ گلوکارہ کا گانے پر اور نوحہ کرنے والی کا نوحہ پر اُجرت لینا حرام ہے۔''

(شرح مسلم: 231/10)

(سوال): کیا دشمن کی شہادت قبول ہے؟

(جواب): دشمن کی دشمن کے خلاف شہادت قبول نہیں۔

(سوال): حرام خوری کی کیا سزا ہے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور مؤمن بندوں کو حلال اور طیب رزق کھانے کا حکم فرمایا ہے۔ حرام خوری کبیرہ گناہ ہے۔ حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی، نیز حرام خوری کافر قوموں کا شیوہ اور باعث لعنت کام ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (البقرة: ١٧٢)

''اہل ایمان! ہمارے دیے گئے رزق میں سے پاکیزہ اشیا کھاؤ اور اللہ کا شکر بجالاؤ، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو تو۔''

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوفرماتے سنا:

قَاتَلَ اللّٰهُ الیَهُودَ، إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهٗ .

''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام جانوروں کی چربی حرام کی، تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھانا شروع کر دی۔''

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم : 1207)

❁ رسولِ کریم ﷺ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ .

''اے کعب بن عجرہ! جو گوشت حرام سے پروان چڑھا ہو، یقیناً وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جہنم ہی اس کو زیادہ لائق ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 321/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (4514) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (422/4) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سنن ترمذی (614، وسندہ حسن) کے الفاظ ہیں:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهٗ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهٖ .

''اے کعب بن عجرہ! جو گوشت حرام سے پلا ہو، آگ ہی اس کی مستحق ہوگی۔''

اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل اشعار کی کیا حقیقت ہے؟

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي ...... وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً ا مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ...... كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

جواب: یہ اشعار سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں۔ ان کی سند معلوم نہیں۔

سوال: کیا بے نماز کی شہادت قبول ہے؟

جواب: بے نماز کی شہادت قبول نہیں۔ نماز چھوڑنا کفر وفسق ہے۔

سوال: کسی سے دودھ کے لیے گائے یا بھینس عاریۃً لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: اگر نابالغ بچہ کسی بالغ کو تحفہ دے، تو اسے قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، کوئی وجہ کراہت معلوم نہیں ہوتی۔

سوال: بنک کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ میں ملنے والی رقم کا کیا حکم ہے؟

جواب: سودی بنک کی ملازمت جائز نہیں اور اس سے ملنے والی تنخواہ اور ریٹائرمنٹ بھی جائز نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(صحیح مسلم: 1598)

سوال: کافروں کے شراب کے کاروبار میں ملازمت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: کیا فتویٰ پر اُجرت لینا جائز ہے؟

جواب: لی جا سکتی ہے۔ دینی اُمور پر اُجرت لینا جائز ہے۔

سوال: قادیانی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: قادیانی مرتد کافر ہیں، ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

سوال: باز کے ذریعہ کیے گئے شکار کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر باز کو شکار کی تعلیم دی گئی ہو اور اسے بسم اللہ پڑھ کر چھوڑ دیا جائے، تو اس کا شکار حلال ہے، خواہ شکار کیا گیا جانور ذبح سے پہلے مر جائے۔

سوال: غیر اللہ کو متصرف کائنات سمجھنے والے کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کو بغیر تاویل کیے متصرف کائنات سمجھنے والا کافر و مشرک ہے، اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: مچھلی دریا سے پکڑی اور اسے حوض میں ڈال دیا گیا، تو وہ مر گئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ مچھلی حلال ہے۔

سوال: چور کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): حلال ہے۔

(سوال): مسلمان نے گولی مار کر ہرن گرایا اور کافر نے اسے ذبح کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر کافر اہل کتاب میں سے ہے، تو ذبیحہ حلال ہے، ورنہ حرام ہے۔

(سوال): پانی میں دوائی ڈالی، مچھلیاں مر گئیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ مچھلیاں حلال ہیں۔

(سوال): پانی خشک ہونے سے مرنے والی مچھلیوں کا کیا حکم ہے؟

(جواب): حلال ہیں۔

(سوال): ''قرش'' مچھلی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): مچھلیوں کی تمام انواع واقسام حلال ہیں۔

(سوال): ''ہدہد'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): ہدہد کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں، لہٰذا حلال ہے۔ جس روایت میں ہے کہ ''نبی کریم ﷺ نے چار چیزوں کو مارنے سے منع فرمایا؛ چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔'' (سنن ابی داود : ۵۲۶۷) وہ ضعیف ومضطرب ہے۔ اہل علم نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔